1K

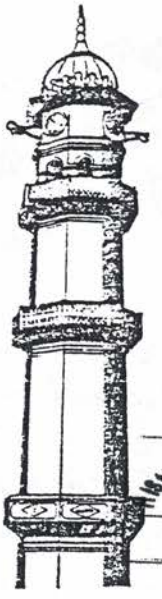

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماہنامہ

اخبار احمدیہ ہمبرگ

نگران و مدیر لئیق احمد منیر

History of AMJ Deutschland
تاریخ احمدیت جرمنی
Nr.:..................

Fazle-Omar-Mosche
Wieckstraße 24
2 Hamburg 5
Tel. 040 / 40 55 60

منارۃ المسیح

جلد 2 | شمارہ 5 | ماہ احسان / جون 78

- حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمدللہ دوست حضور کی صحت و تندرستی کے لئے ہمیشہ دعائیں کرتے رہیں۔
- بعض دیگر مصروفیات کی وجہ سے اس مرتبہ اخبار احمدیہ کی اشاعت میں تاخیر ہو گئی ہے۔ اور اس دفعہ جو اخبار شائع کیا گیا ہے اسے لندن کانفرنس (جو 2-3-4 جون کو لندن میں منعقد ہوئی) کے ساتھ مخصوص کیا گیا ہے۔
- میں اپنے تمام دوستوں کو اخبار احمدیہ میں مضامین لکھنے کی دعوت دیتا ہوں دوست مختلف دینی موضوعات پر مضامین لکھ کر بھجوا سکتے ہیں تا کہ انہیں اخبار احمدیہ میں شائع کیا جا سکے۔
- آئندہ شمارہ میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی فرانکفورٹ میں مصروفیات اور جو حضور نے احباب جماعت کو قیمتی نصائح فرمائیں ان پر مشتمل رپورٹ شائع کی جائیگی۔
- مکرم مبشر احمد شاد کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ 4 مئی 78 کو لڑکا عطا کیا ہے۔ وہ بچے کی صحت و تندرستی کے لئے دوستوں سے درخواست دعا کرتے ہیں۔
- مکرم حیدر علی صاحب ظفر سابق انچارج مشنز جماعتہائے احمدیہ مغربی جرمنی نے بذریعہ خط تمام دوستوں کو السلام علیکم کہا ہے۔

"الفضل" کے وقائع نگار خصوصی کے قلم سے

بین الاقوامی کانفرنس

لندن ۱۵ر جون ۱۹۷۸ء۔ عیسائیت کے گڑھ لندن کے کامن ویلتھ انسٹی ٹیوٹ کے وسیع و عریض آڈیٹوریم میں منعقدہ کانفرنس میں ۲، ۳ اور ۴ جون کو حاضری ہی اس بات کا ناقابلِ تردید ثبوت تھی کہ کانفرنس کے موضوع نے حاقعی لندن کے عیسائی حلقوں میں تہلکہ مچا دیا ہے۔ ۴ر جون کو تو حاضری ۱۲ ہزار سے اگے بڑھ گئی تھی۔ بڑا ہال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ اور بیشتر مندوبین کو ملحقہ کمروں میں بیٹھ کر ٹیلی ویژن کے واسطے سے کانفرنس دیکھنا اور سننا پڑی۔ لاؤڈ اسپیکر کا انتظام نہایت عمدہ ہونے کی وجہ سے چونکہ کانفرنس کے نمائش والے حصہ میں آواز صاف سنائی دیتی تھی۔ اس لئے وہ مندوبین جنہیں ان ملحقہ کمروں میں بھی جگہ نہ مل سکی۔ انہوں نے اجلاس کی کاروائی اسی نمائش والے حصہ میں بیٹھ کر سنی۔ آج مقامی انگریزوں کی تعداد بھی افتتاحی اجلاس سے دوگنا تھی۔ آخری اجلاس میں تو مشہور بیرونی زعماء کے علاوہ لائبیریا، گھانا، گیمبیا اور ماریشس کے ہائی کمشنر بھی سامعین میں بہ نفسِ نفیس موجود تھے۔

دعوتِ مناظرہ

لندن کے کلیسائی حلقوں کے اضطراب اور بوکھلاہٹ کا ایک بڑا ثبوت "برٹش کونسل آف چرچز" کی طرف سے دعوتِ مناظرہ تھی جسے ۴ر جون کے اجلاس میں چوہدری سر محمد ظفر اللہ خاں (سابق چیئرمین بین الاقوامی عدالت انصاف ہیگ) نے کانفرنس میں پڑھ کر سنایا۔ اور جسے قبول کرتے ہوئے اعلان جماعت احمدیہ کے امام حضرت حافظ مرزا ناصر احمد ایم۔ اے (آکسن) نے اپنے خطاب سے قبل کانفرنس کے بھرے اجلاس میں کیا۔ اور اب کانفرنس کے بعد احمدیوں کے بارے میں حسنِ ظن نہ رکھنے والے بعض مسلم حلقوں میں بھی شب و روز یہی تذکرے ہیں۔ کہ احمدیوں نے عیسائیت کے گھر میں آ کر اس کے ایک باطل عقیدے پر ایسے کسی اسلامی جرأت سے للکارا ہے۔ لندن کے عیسائیوں کے لئے اس قسم کی کانفرنس واقعی ایک انوکھا تجربہ تھا۔ اور اس کے اثر و تاثر کو دیکھنے کے بعد یہ کہا جا رہا ہے کہ جو عیسائی جرائد اسے صلیبی جنگوں کے بعد اسلام کی عیسائیت پر مسلمانوں کی دوسری یلغار قرار دے رہے تھے۔ اُن کا یہ کہنا مبالغہ نہیں تھا۔ کیونکہ یہ کانفرنس واقعی اسلام کی یلغار ہی کا حکم رکھتی تھی۔ فرق صرف یہ تھا۔ کہ اسلام کی پہلی یلغار تلوار اور تیروں اور نیزوں سے تھی۔ اِس دفعہ حملہ آور مسکت دلائل اور مؤثر براہین کے گھوڑوں پر سوار اور مستحکم تاریخی حقائق سے لیس ہو کر آئے تھے۔

مسٹر عبدالسلام میڈسن کی تقریر

۴ر جون کو اجلاس کی کاروائی کا آغاز حسب سابق تلاوت کلام پاک سے ہوا جس کے بعد ڈنمارک کے مشہور و معروف سکالر مسٹر عبدالسلام میڈسن نے اپنا پُرمغز مقالہ پیش کیا۔ مسٹر میڈسن متعدد مذہبی کتب کے مؤلف و مصنف ہونے کے علاوہ اسپرانٹو زبان میں قرآن کریم کے مترجم بھی ہیں۔ آپ نے اپنے مقالہ میں قرآن کریم کی آیات مبارکہ اور احادیث نبوی کی رُو سے حضرت مسیح کی وفات ثابت کی۔ آپ نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے نہ کوئی ایسا نبی بھیجا جو کھانے سے بے نیاز ہو۔ اور نہ کوئی ایسا نبی بھیجا جو ہمیشہ زندہ رہنے والا ہو۔ حتیٰ کہ افضل الرسل حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی اس سلسلہ میں کوئی استثناء نہیں — آپ نے بتایا کہ حضرت مسیح نے ہمیشہ یہی کہا کہ مجھے خدا ہی نے عزت دی ہے۔ اور میں جیسا کہ خدا تعالیٰ کا ہر روح سے وعدہ ہے۔ اپنے مشن کی تکمیل کے بعد اُسی کی طرف اٹھایا جاؤں گا — واقعہ صلیب کے ذکر کے سلسلہ میں آپ نے قرآن کریم کی یہ آیت پڑھی کہ:-

> نہ انہوں نے اُسے قتل کیا۔ نہ وہ مصلوب ہوا۔ بلکہ اُس پر غشی کی حالت طاری ہو گئی۔ اور لوگ اشتباہ میں پڑ گئے۔ مگر انہیں حقیقت کا کوئی علم نہیں۔ وہ اپنے مشکوک قیاسوں میں غلطاں ہیں۔ وہ اسے ہرگز قتل نہیں کر سکے۔ بلکہ خدا نے اُسے عزت دی۔ اور اپنی قربتِ خاص سے نوازا۔

تقریر کے دوسرے حصہ میں آپ نے احادیثِ نبوی کی تائید سے اپنے مؤقف کی وضاحت کی اور سب سے پہلے مسیح کی وفات کے ثبوت کے طور پر یہ حدیثِ مبارکہ پڑھی کہ

> "اگر موسیٰ اور عیسیٰ بھی آج زندہ ہوتے۔ تو انہیں بھی میری اطاعت کے سوا چارہ نہ ہوتا۔"
>
> (الیواقیت والجواہر)

اسی سلسلہ میں آپ نے حضور سرورِ دو عالم کے وصال کا ایک اندوہناک واقعہ بیان کیا۔ جب دورِ غم میں بعض صحابہ (جن میں حضرت عمرؓ بن الخطاب بھی شامل تھے) اس وہم میں مبتلا ہو گئے تھے کہ حضورؐ پر موت کبھی وارد نہیں ہو سکتی۔ اس عالم میں حضرت ابوبکرؓ تشریف لائے۔ آپ نے اندر جا کر سرورِ دو عالم کی پیشانی پر بوسہ دے کر کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ پر دو موتیں کبھی وارد نہیں کرے گا۔ یعنی ایک جسمانی موت اور دوسری روحانی یعنی آپ کے مبارک مشن کی موت۔ اس کے بعد آپ بر سرِ منبر آئے۔ اور قرآن کریم کی یہ آیت تلاوت کی۔

> (یاد رکھو) محمدؐ صرف اللہ کے ایک رسول تھے۔ اور وہ اس دارِ فانی سے اُسی طرح رحلت فرما گئے ہیں۔ جس طرح اُن سے پہلے تمام انبیاء رحلت کر گئے۔ اگر وہ مر جائیں یا قتل کر دیئے جائیں۔ تو کیا تم اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے؟

اس آیت کریمہ کی تلاوت کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے اس کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا "سنو! اگر تم میں سے کوئی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پرستش کرتا تھا۔ تو وہ جان لے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آج وفات پا گئے۔ اور اگر وہ خدائے واحد و یگانہ کی پرستش کرتا تھا۔ تو جان لے۔ کہ خدا حی و قیوم ہے۔ اور اس پر کوئی موت نہیں۔

امام بشیر احمد رفیق کا خطاب

اس اجلاس کے دوسرے مقرر امام مسجد لندن جناب خان بشیر احمد خاں رفیق تھے۔ آپ نے موضوع زیرِ بحث کو اوّل سے آخر تک عیسائی کتب و مسلمات ہی سے ثابت کیا۔ آغازِ خطاب میں آپ نے کہا مسیحؑ کی وفات کے بارے میں اس وقت تین مختلف نظریات پائے جاتے ہیں:-

۱۔ عیسائیوں کا کہنا ہے کہ مسیحؑ نے (صلیب کی) یہ موت اپنی مرضی سے قبول کی۔ تا کہ بنی نوع انسان کے گناہ بخشے جائیں۔

۲۔ یہودی کہتے ہیں کہ — مسیحؑ کی صلیب پر موت اُن کے جھوٹا نبی ہونے کی دلیل ہے۔ جیسا کہ اُن کی کتاب مقدس میں لکھا ہے۔ کہ جھوٹا نبی لعنتی موت مارا جاتا ہے — اور

۳۔ بیشتر مسلمانوں کا یہ نظریہ ہے کہ مسیحؑ کی موت صلیب پر واقع ہی نہیں ہوئی۔ اُن کے خیال میں انہیں پھانسی دیا ہی نہیں گیا۔ بلکہ خدا نے اُن کی جگہ انہی کا ہمشکل ایک اور انسان بنا دیا۔ جسے یہودیوں نے مسیح سمجھ کر پکڑ لیا اور پھانسی پر چڑھا دیا۔ اور مسیح کو خدا نے زندہ بجسد عنصری آسمان پر اٹھا لیا۔

اس کے بعد فاضل مقرر نے "نئے عہد نامے" کے مندرجات کی روشنی میں ان تینوں نظریات کا تجزیہ شروع کیا۔ اور ثابت کیا کہ جہاں تک "نئے عہد نامے" کا تعلق ہے۔ اس بات میں کسی قسم کا کوئی شبہ نہیں رہتا کہ مسیح کی موت صلیب پر واقع نہیں ہوئی۔

مسٹر بی۔ اے رفیق نے ایک اور حوالہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ جب یہودیوں نے مسیحؑ سے کوئی "نشان" مانگا۔ تو آپ نے کہا:-

> اس زمانے کے بدکار و زناکار لوگ مجھ سے "نشان" مانگتے ہیں۔ انہیں سوائے یونسؑ نبی کے اور کوئی نشان نہیں دیا جائے گا۔ جس طرح یونسؑ تین دن رات مچھلی کے پیٹ میں رہا۔ ویسے ہی ابنِ آدم بھی تین دن رات زمین کے اندر رہے گا۔

آپ نے کہا۔ یہ "نشان" بھی اس حقیقت کی ناقابلِ تردید گواہی ہے کہ مسیحؑ بھی زندہ قبر میں داخل کئے جائیں گے۔ وہ تین دن رات وہیں پر زندہ ہی رہیں گے۔ اور اُس کے بعد زندہ ہی نکلیں گے۔

اس کے بعد آپ نے پیلاطوس کی بیوی کے خواب کا تجزیہ کرتے ہوئے واضح کیا۔ کہ یہ خواب بھی اس حقیقت کی نشاندہی کرتا ہے۔ کہ یہ خدائے قادر و توانا کی تدبیر تھی کہ وہ مسیحؑ کو صلیبی موت سے نجات دے — آپ نے کہا — مسیحؑ کو صلیب دیئے جانے کا دن جمعہ کا دن تھا۔ جس کے بعد شام سے سبت کا دن شروع ہوتا تھا۔ الٰہی یہی تدبیر تھی کہ مسیحؑ صلیب پر چند گھنٹوں سے زیادہ نہ رہیں — پھر جو منصف اس وقت ڈیوٹی پر تھا وہ بھی مسیح کو سچا سمجھتا تھا۔ گو پیلاطوس کو یقین تھا کہ اتنے تھوڑے عرصہ تک صلیب پر رہنے سے مسیحؑ فوت نہیں ہوا۔ تاہم اُس نے حکم دیا کہ اُس کا جسم آرمتیھا کے حواری یوسف کے حوالے کیا جائے۔

مشہور مصنف بی۔ ایف سٹراس (B. F. STRAUSSE) اپنی کتاب "مسیح کی نئی زندگی" (A NEW LIFE OF JESUS) کے صفحہ ۴۱۲ پر لکھتا ہے۔ "صلیبی موت بہت آہستہ آہستہ اور زیادہ تر جوڑوں اور ہڈیوں کے تڑ جانے اور مسلسل بھوک کے باعث واقع ہوتی ہے۔ یہ زیادہ اغلب ہے۔ کہ آپ پر غشی کی سی (مشابہ بہ موت) حالت طاری ہو گئی ہو۔ جسے موت سمجھ لیا گیا۔"

مسٹر بی۔ اے۔ رفیق نے کہا — جب آپ کو صلیب پر چڑھایا گیا۔ آپ ۳۳ سال کے جوان شخص تھے۔ آپ کی صحت اچھی تھی۔ آپ کو صلیب سے اُتارنے کے بعد آپ کی ہڈیاں بھی توڑی نہیں گئیں۔ جبکہ آپ کے ساتھ جو

مذاف زادکو صلیب دی گئی صلیب سے اُتارے جانے کے بعد جبکہ ابھی اُن میں زندگی کی رمق موجود تھی اُن کی ٹانگیں توڑی گئیں۔ — یہ تمام باتیں اس حقیقت کی مؤید ہیں کہ آپ صلیب سے زندہ اُتارے گئے۔

چوہدری سر محمد ظفراللہ خاں کی تقریر

دام رخصت کے بعد بین الاقوامی عدالتِ انصاف ہیگ کے سابق پریذیڈنٹ چوہدری سر محمد ظفراللہ خان نے "مسیح۔ نبی یا خدا" کے موضوع پر حاضرین سے خطاب فرمایا۔ آپ نے اپنی تقریر کا آغاز فرقہ انگلیکن کے مشہور و معروف بیجوانی عالم کے خیالات کے تذکرے سے کیا۔ فرمایا — ڈاکٹر نے ایک ٹیلی ویژن انٹرویو میں اس امر کی تصدیق کی ہے کہ مسیح مکمل انسان اور ایک نبی تھے لیکن خدا نہ تھے۔ اسی طرح قرآن کا کہنا ہے کہ وہ مریم عذری کے بیٹے اور فضل بشر تھے — آپ نے کہا حقیقت یہ ہے کہ مسیح آخری اسرائیلی نبی تھے۔ اور انہیں خدا کا بیٹا الہامی کتب کی مروجہ زبان میں معنی۔ متواتر نبی کہا جاتا تھا — اور ان کتب میں ایک بھی ایسی مثال نہیں۔ جہاں الوہا کے معنی "خدا" کے سمجھے گئے ہوں۔ نیز خطوط میں اور نہ انجیلوں ہی میں کہیں یہ کہا گیا ہے کہ مسیح نے اپنے آپ کو خدا کہا۔ یا کبھی اپنے خدا ہونے کا کوئی اشارہ ہی کیا۔ یہ بات اُن کے زمانہ کے بہت بعد کی ہے۔ جب خدا بیٹا یعنی تثلیث کا دوسرا اُقنوم "خدا جو بیٹا ہے" وجود میں آیا۔ تثلیث کے اس اعتقاد سے خود مسیح بھی بے خبر تھے۔ انہوں نے اپنے آپ کو بیٹا خدا کا مستعار ہی کہا۔ یعنی کہ وہ خدا کے ایک پیغمبر ہیں — پھر چوہدری صاحب نے بائیبل کی کئی آیات سے "خدا کے بیٹے" اور "خدا کا بیٹا" کے الفاظ کی تشریح کی — آپ نے کہا سب سے اہم تشریح خود مسیح نے یوحنا (۱۰: ۳۴-۳۶) میں کی ہے۔ جب اُن سے تثلیث کا دوسرا اُقنوم ہونے کے بارے میں براہِ راست سوال کیا گیا تو جواب تھا:

> وہ صرف تمثیلی رنگ میں خدا کے بیٹے تھے۔ اور دنیا کو اب دعویٰ کیا جاتا ہے "خدا جو بیٹا ہے" مقولہ نہ تھی۔

__توحید کا اقرار__ — سچ یہ ہے کہ مسیح نے خدا کی وحدانیت کے اقرار میں کبھی اونی سے تامل سے بھی کام نہیں لیا۔ مثلاً انکے پہلے ہی فرمان یہ ہے:

> "سنو اے بنی اسرائیل ہمارا خدا ایک خدا ہے" بلکہ اس امر کا اقرار کیا کہ "خدا غیر فانی ہے"

آپ نے مزید فرمایا — نظریۂ تثلیث لازماً تثلیث کی تینوں ہستیوں کی مکمل برابری کا داعی ہے۔ کیونکہ اگر ان تینوں میں کسی رنگ میں بھی کوئی فرق ہو تو اس کا یہ مطلب ہوگا۔ کہ ایک کو دوسرے پر فوقیت حاصل ہے۔ اس صورت میں کم طاقت رکھنے والا خدا نہیں ہوگا۔ اور انجیل کا سرسری مطالعہ بھی اسی نتیجہ پر پہنچاتا ہے۔ کہ باپ فوقیت رکھتا ہے (یوحنا ۱۴: ۲۸) جو قرآن کریم کے باب ۳۵ کے مشابہ ہے۔ اسی طرح مرقس تصدیق کرتا ہے کہ مسیح عالم کُل اور ہمہ دان نہ تھے۔ بلکہ مسیح روح القدس سے کم تر تھے۔ (متی ۱۲: ۳۱)

فاضل مقرر نے اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا۔ جیسا کہ اناجیل سے ظاہر ہے۔ مسیح طبعاً اور عادتاً عبادت گزار تھے۔ اُن کی تمام التجائیں اور اُن کے مرید دیں کی التجائیں خدا ہی سے کی جاتی تھیں — کیا التجا کرنے والا اور التجا سننے والے دونوں بیک وقت خدا کہلا سکتے ہیں جو دراصل خدا اور مسیح کا باہم دیسی رشتہ تھا جو ایک سچے مومن اور اس کے مربی آقا کا ہوتا ہے۔ اُن کی ہر تمنا خدا کی مرضی کے تابع تھی۔ اور ایسی کوئی شہادت نہیں ہے کہ

> کبھی باپ نے بھی بیٹے کے سامنے التجائیں کی ہوں

آپ نے کہا۔ یہ ایک ایسا نظریہ ہے۔ جو مذہب کو گنجلک بنا دیتا ہے۔ جو ضمیر کے لئے تکلیف دہ ہے۔ خدائی وحدت کی نفی کرتا ہے اور خدا کے تصور سے قطعاً متضاد ہے — آپ نے بتایا کہ فرقہ انگلیکن کے مفکرین کی ایک انجمن نے تثلیث کے نظریہ کو ایک فرضی کہانی سے موسوم کیا ہے۔ ایک ایسی کہانی جو سنائی تو جاتی ہے۔ مگر سچی نہیں ہے۔ یا ایک ایسا تخیل یا تاثر جو کسی ہستی کی طرف منسوب تو کیا جاتا ہے۔ لیکن حقیقی معنوں میں ہوتا نہیں۔ اور جو اپنانے والوں کو ایک خاص وصف کا حامل بنا دیتا ہے — یہ امر کہ حضرت عیسیٰ خدا کے مجسم بیٹے تھے۔ فی الحقیقت سچ نہیں۔ کیونکہ اس کے کوئی لغوی یا حقیقی معنے ہی نہیں بنتے۔ اصل میں یہ ایک عرفانی تصور ہے۔ جو حضرت عیسیٰ سے ملحق کر دیا گیا ہے۔

صاحبزادہ میرزا مظفر احمد کی تقریر

دوپہر کے بعد کے اجلاس کی صدارت ڈاکٹر پروفیسر عبدالسلام نے کی۔ اس اجلاس کے پہلے مقرر تھے۔ میرزا مظفر احمد — (الیم ایم احمد) — تلاوتِ کلام پاک کے بعد میرزا مظفر احمد صاحب نے (جو بانی جماعت احمدیہ کے پوتے ہیں)، "اسرائیل کے گم شدہ قبائل" کے عنوان پر ایک مختصر اور عالمانہ مقالہ پڑھا۔ جو زبان — ہم مستعملِ اور طرزِ بیان کے اعتبار سے سُننے کی چیز تھا — آپ نے کہا کہ دُنیا کے تین نہایت اہم مذاہب (یہودیت، عیسائیت اور اسلام) مسیح کے متعلق گہرے اور متضاد نظریات رکھتے ہیں۔ دُنیا کی آبادی کا معتدبہ حصہ انہی تین مذاہب کے پیرو کاروں میں بٹا ہوا ہے — اس کا نفرنس کا ایک مقصد — کہ دنیا کی توجہ اس اہم مسئلہ کی طرف مبذول کرائے مسیح سے متعلق نظریات کے اس تضاد کو ختم کرنا بھی ہے۔ تاکہ حق کے متلاشی اپنے عقائد کی اصلاح کر سکیں یقیناً اس میں ہم سب کے لئے دعوتِ فکر ہے۔ کہ ہم موجود و میسر تاریخی حقائق و شواہد کی روشنی میں اس مسئلہ پر غور کریں۔ اور سچائی کو قبول کر لیں۔ خواہ وہ ہمارے موجودہ عقائد سے مختلف ہی کیوں نہ ہو — اس کے بعد مسٹر احمد نے ان مختلف شواہد کی نشاندہی کی۔ جو مسیح کے (صلیبی موت سے) زندہ بچ نکلنے پر دال ہیں۔ اور کہا — سوال یہ ہے کہ

> "اگر حضرت عیسیٰ نہ تو صلیب پر فوت ہوئے اور نہ ہی بجسدِ عنصری آسمان پر پہنچے تو پھر وہ گئے کہاں؟"

یہ عجیب اتفاق ہے کہ آج تک اس بات کی تشریح کی کسی نے ضرورت محسوس نہیں کی کہ مسیح کے صلیب سے اُتارے جانے اور مبینہ طور پر آسمان پر اُٹھائے جانے میں تین دن کا وقفہ کیوں ڈالا گیا؟ — یہ وقفہ صرف اور صرف صلیبی ابتلاء کے بعد طاقت حاصل کرنے اور علاج معالجہ کے بعد بچ نکلنے ہی سے مطابقت رکھتا ہے۔ بائیبل میں ہے کہ یسوع مسیح صرف بنی اسرائیل کی گمشدہ بھیڑوں کی طرف بھیجے گئے تھے۔ اور یہ کہ وہ گم شدہ کی تلاش اور نجات کے لئے آئے تھے۔ اب اگر فلسطین میں مقیم یہودی گم شدہ قرار دیئے جا سکتے ہیں تو وہ اسرائیلی قبائل جو اُن سے زیادہ دُور جا کر آباد ہو گئے۔ انہیں گم شدہ کیوں قرار نہیں دیا جا سکتا۔ کیونکہ وہ تو جغرافی اور روحانی دونوں لحاظ سے گم شدہ ہیں۔

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ بنی اسرائیل ۱۲ قبائل میں بٹ گئے تھے۔ جن میں سے دو تو اُسی ملک میں مقیم رہے۔ جہاں مسیح نے انہیں اپنی تعلیم پیش کی اور صلیب پر چڑھائے گئے اور دیگر دس قبائل باقی ممالک میں منتشر ہو گئے حضرت مسیح کا مقدس روحانی مشن کامیابی سے ہمکنار ہونے کے بجائے تشنۂ تکمیل رہتا — اگر وہ مستند بہ اکثریت کے حامل باقی دس قبائل میں ظہور نہ فرماتے — پھر

جس ستارے کے طلوع سے اُن کی پیدائش کی نشاندہی ہوئی وہ مشرق سے طلوع ہوا۔ لہٰذا وہ لوگ جو ستارے کو دیکھ کر مشرق سے آئے لازماً اسرائیلی ہی ہو سکتے ہیں۔ اور اس امر کا عمومی طور پر ذکر ہے کہ کشمیر، افغانستان اور ہندوستان کے بعض حصوں اور نواحی علاقوں میں اسرائیل کے گم شدہ قبائل آباد ہیں۔

فاضل مقرر میرزا مظفر احمد نے اپنے اس دعوے کی تائید میں ۳۰ یورپین مصنفوں اور چھ ابتدائی کشمیری مسلمان مورخوں کے علاوہ دو ہندو دانشوروں (بشمول پنڈت جواہر لال نہرو) کی تصانیف کے حوالہ جات پیش کئے —

(باقی اگلے صفحہ پر)

غزل

ہم جن کے ایک اشارے پہ جاں سے گزر گئے
وہ لوگ ہم پہ سینکڑوں الزام دھر گئے
نفرت کا خوف ذہن میں ایسا سما گیا
آہٹ ہوئی تو اپنے ہی سائے سے ڈر گئے
خوش رنگ راستوں پہ جو تھے ہمسفر مرے
میں ڈھونڈتا ہوں آج وہ ساتھی کدھر گئے
پھر میرے گھر سے تیر لگے طنز کے مجھے
جب نفرتوں کے بخشے ہوئے زخم بھر گئے
ترتیب ہم بھی دیتے کتابِ حیات کو
گردش کی آندھیوں سے ورق ہی بکھر گئے
مرنے چلے تو موت بھی عارف نہ مل سکی
لوگوں کے تلخ لہجے مگر کام کر گئے

عارف شفیق

مزید برآں آپ نے جان نوشیل کی شہادت اُن کے ایک مضمون مطبوعہ "ایشیا میگزین" ۱۹۲۰ء بعنوان (THE HEAVENLY HIGH SHOWPEAKS OF KASH-MIR) سے پیش کی۔ اس میں ہے کہ

وہ (کشمیری) خالص ترین یہودیوں (جو آپ نے دیکھے ہوں) سے بھی زیادہ واضح یہودی نظر آتے ہیں یہ محض اس وجہ سے نہیں کہ وہ ایک ایسا لہراتا ہوا جبہ نما لباس پہنتے ہیں، جو زمانۂ بائیبل میں مروّج لباس تھا، بلکہ اُن کے چہروں کے خدوخال بھی یہودیوں کے عین مطابق ہیں، اگر یہ اتفاق ہے تو نہایت عجیب اتفاق ہے کہ کشمیر میں یہودیوں کے ساتھ نسبت رکھنے کے بارے میں نہایت محکم روایات پائی جاتی ہیں۔

ہر قسم کی تمدنی مشابہت —— مسٹر احمد نے کہا، ہمارے پاس مختلف ممالک، اور مختلف مذاہب کے غیر جانبدار اور بے لاگ دانشوروں کی تحریروں کی صورت میں اَن گنت تاریخی شواہد موجود ہیں۔ جن سے کشمیریوں کا نسلاً بنی اسرائیل ہونا ثابت ہوتا ہے۔ یہ شواہد اُن کے خدوخال —— جن کا بنا نا آسان نہیں —— اُن کے ملبوسات سے —— جو وہ پہنتے ہیں —— اور اُن کے ناموں سے۔۔ جو وہ رکھتے ہیں —— اور اُن کی بستیوں سے متعلق ہیں —— الغرض اُن کے سارے تمدن ہی پر یہ چھاپ موجود ہے۔

اس کے بعد مسٹر احمد نے کشمیری، قبائلی اور علاقائی ناموں اور افغانستان اور تبت یا دوسرے علاقوں کی ۵۰ مثالیں دے کر واضح کیا کہ یہ علاقے بنی اسرائیل کے گم شدہ قبائل کی آماجگاہ بنے۔ علاوہ ازیں فاضل مقرر نے آرٹ، تہذیب، رسوم و روایات اور حکایات کی متعدد مثالوں سے بھی ان علاقوں کا اسرائیلی ہونا ثابت کیا۔ اور کہا کہ ان گم شدہ قبائل کا کشمیر اور افغانستان اور نواحی علاقوں میں آباد ہونا مذہبی و تاریخی کتب اور زمانۂ ماضی و حال کے مصنفین کی تحریروں سے اس طرح ثابت ہے کہ اس میں کسی قسم کے اشتباہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

رسولِ کریمؐ کا ارشاد —— آخر میں فاضل مقرر نے کہا، حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے چودہ سو سال پہلے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ عیسائیت کا زوال مسیح موعود کے آنے سے قبل نہیں ہوگا۔ کیونکہ کسرِ صلیب اُسی کے ہاتھوں مقدر ہو چکی ہے۔ یہ پیشگوئی بتاتی ہے کہ مسیح موعود کے زمانہ میں تحقیقات اور دریافتوں کے نتیجہ میں عیسائیت کے عقیدۂ صلیب اور آسمان پر اٹھائے جانے سے متعلق نظریہ کے سلسلہ میں حقائق سامنے آجائیں گے، اور مذہبی کتب، طبّی لٹریچر اور دیگر دریافتوں سے عیسائیت کے غلط عقائد کا بطلان ہوگا —— آپ نے کہا

پہلی رات کے چاند کی طرح گو اس وقت تمام لوگ اُسے نہیں دیکھ سکتے۔ مگر یہ امر بھی زیادہ دیر تک پوشیدہ نہیں رہ سکتی۔

آج سے ۵۰ سال قبل اسی مسئلہ پر حضرت مسیح موعودؑ کی تحریروں پر کس بلا کا شور برپا ہوا تھا۔ مگر آج اُن کا بیشتر حصہ بے چون و چرا تسلیم کر لیا گیا ہے اور باقی ماندہ حصہ بھی یقیناً قبول کر لیا جائے گا —— جب علم کی شعاعیں پھیلیں گی تو تعصب اور نافہمی کی تمام دیواریں حقانیت کے حملے سے منہدم ہو جائیں گی۔ دنیا کی تمام اقوام سچائی کو سمجھنے لگیں گی۔ اور ایک نئے ارض و سما کی بنیاد پڑے گی، اور ایک نئے نظام کا دور دورہ ہوگا۔

ایک ایسے نئے نظام کا دور دورہ جو انسانیت کو موجودہ زمانے کے باہم متصادم و غضبناک اختلافات سے نجات دلا کر خلق انسانی کے مقاصد کے حصول کو ممکن بنا دے گا۔

میرزا مظفر احمد صاحب کی یہ تقریر بڑی دلچسپی اور انہماک سے سنی گئی۔ اس دلچسپی اور انہماک کے سلسلہ کو کبھی کبھی حاضرین کے منہ سے نکلے ہوئے تحسین و آفرین کے کلمات ہی توڑتے تھے۔

شیخ عبدالقادر کی تقریر میرزا مظفر احمد صاحب کے بعد شیخ عبدالقادر صاحب (ایک نو مسلم پاکستانی سکالر) نے مسیح کی صلیب سے بعد کی زندگی کے موضوع پر ایک معنی خیز مقالہ پڑھا۔ انہوں نے کہا، یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے، کہ مسیحؑ نے صلیب سے اتارے جانے کے بعد اپنے پیرووں کو اکٹھا کیا اور ایک جنّت نظیر وادی کی طرف ہجرت کر گئے —— آپ نے کہا، بحیرۂ مردار کے نزدیک وادی قمران سے جو مسودات ملے ہیں۔ اور اسی طرح مصر کے نواحی گاؤں —— (NAG - HAMMADI) سے جو دستاویزات دستیاب ہوئے ہیں ان میں تو وہ گفتگو تک موجود ہے جو صلیبی واقعہ کے بعد مسیحؑ نے اپنے حواریوں سے کی۔ ان اناجیل میں مسیح کی تعلیمات بھی موجود ہیں، بلکہ یہاں تک موجود ہے، کہ آپ کی صلیب پر موت محض ایک افسانہ ہے۔ مسیح صلیب سے اتارے جانے کے بعد ۵۵۰ دنوں تک فلسطین ہی میں رہے اور اپنے پیرووں کو تعلیم دیتے رہے۔ اسی طرح مصر و سوڈان کی سرحدوں کے درمیان، ۳۰ صفحات پر مشتمل چمڑے کی ایک دستاویز ملی ہے۔ اس میں مسیح کے (اپنا جسم اور اپنا گوشت پوست اپنے حواریوں کو دکھا کر) انہیں اپنے زندہ ہونے کا ثبوت دینے کا ذکر ہے۔ ۔۔۔۔ فاضل مقرر نے اسی طرح کی اور درجن بھر دستاویزی دریافتوں کا ذکر کرنے کے بعد کشمیر کی تاریخ "راج ترنگنی" کا ذکر کیا ہے جسے کلہن نے سنسکرت نظم میں لکھا ہے۔ اس میں بھی ایک ابن آدم کا ذکر ہے جس سے مسیح کے سے معجزات و کرامات سرزد ہوتے تھے اور جس کا نام "عیسانہ" تھا —— آپ نے کہا، دوسری صدی کے وسط میں اسکندریہ سے ایک عیسائی مبلغ ہندوستان آیا، اور اُس نے وہاں یہودی الاصل عیسائی پائے۔ وہ لکھتا ہے کہ ان کے پاس عبرانی زبان میں انجیل تھی۔

مسٹر آر سی، ای سکوفیلڈ کی تقریر آج کے دوسرے اجلاس کی آخری تقریر مسٹر آر۔ سی۔ ای سکوفیلڈ (MR. R. C. E. SKOLFIELD) —— کی تھی۔ انہوں نے تقریر کے شروع میں اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا کہ وہ نہ کوئی سکالر ہیں اور نہ احمدی، بلکہ اُن کا مذہب کے بارے میں اپنا ایک آزاد نظریہ اور غیر جانبدارانہ سوچ ہے —— انہوں نے کہا —— میں اپنے وسیع مطالعہ کی بنا پر یہ کہنے میں کوئی حجاب محسوس نہیں کرتا کہ حضرت میرزا غلام احمد پہلے انسان ہیں۔ جنہوں نے مسیحؑ کی زندگی پر ڈالی گئی (غلط افسانوں کی) گرد کو ہٹایا۔ انہوں نے خدا سے محبت۔ حضرت محمدؐ سے عقیدت و عالمیت اور بنی نوعِ انسان سے ہمدردی اور اخوت کی تعلیم دی۔ اور دعا کے ذریعہ ہر قسم کی بیماریوں کا علاج کیا۔ اور روحانی مُردوں کو صحت یاب کیا۔ بلاشبہ اُن کی شخصیت صداقت و راستبازی کی روشنی کا ایک بلند مینار تھی۔ انہوں نے تنقید و مخالفت کی غضبناک آگ میں سے گزر کر کامرانی کی بلند منزل کی طرف اپنی راہ نکالی۔ اور یہ وہی جرأتمند انسان تھا۔ جس نے کشمیر میں مسیحؑ کی قبر کی نشاندہی اور دریافت کی۔

موجب صد راحت —— مسٹر سکوفیلڈ نے کہا۔ میرے لئے یہ انکشاف موجبِ صد راحت و تسکین ہے کہ مسیحؑ صلیب کی موت سے بچ گئے۔ اور خدا نے جو سب سے بڑا محافظ ہے، انہیں بچا لیا۔ انہیں اگر کوئی مصیبت آئی۔ تو وہ خدا کی طرف سے نہیں بلکہ اُن کے بے وفا حواریوں کی لائی ہوئی تھی —— مسٹر سکوفیلڈ نے بعد حسرت کہا کہ آج صلیب عیسائیت کا نشان بنی ہوئی ہے۔ دنیا بھر کے گرجوں پر صلیب نصب ہے۔ اگر عیسائیوں کے نقطۂ نظر سے بھی دیکھا جائے تو کیا یہ صلیب شکست، اور انسانیت کی تذلیل کی علامت نہیں؟ نیکی کی گناہ سے شکست کی علامت —— یہ صلیب تو ہمیں ملزم گردانتی ہے۔ جبکہ مسیحؑ کی صلیبی موت سے نجات کے تصور سے ہمارا حوصلہ بڑھتا ہے۔

متفقہ قرارداد سوال و جواب سے بھی پہلے امام بی اے رفیق کی تحریک پر حاضرین اجلاس نے متفقہ طور پر ایک قرارداد پاس کی۔ جس میں حکومت ہندوستان سے استدعا کی گئی کہ وہ سرینگر (کشمیر) کے محلہ خانیار میں "روضہ بل" کو مذہبی اور تاریخی یادگار کی حیثیت سے تسلیم کرے۔ اُس کی مرمت کرائے، اس کی حفاظت کرے کہ وہ ہمارے یقین و اعتقاد کے مطابق خدا کے ایک راستباز انسان اور فرستادہ کا مزار ہے اور آئندہ اس کی سرکاری طور پر دیکھ بھال کے علاوہ اس موضوع پر آئندہ محققین کی ہر ممکن حوصلہ افزائی کی جائے۔

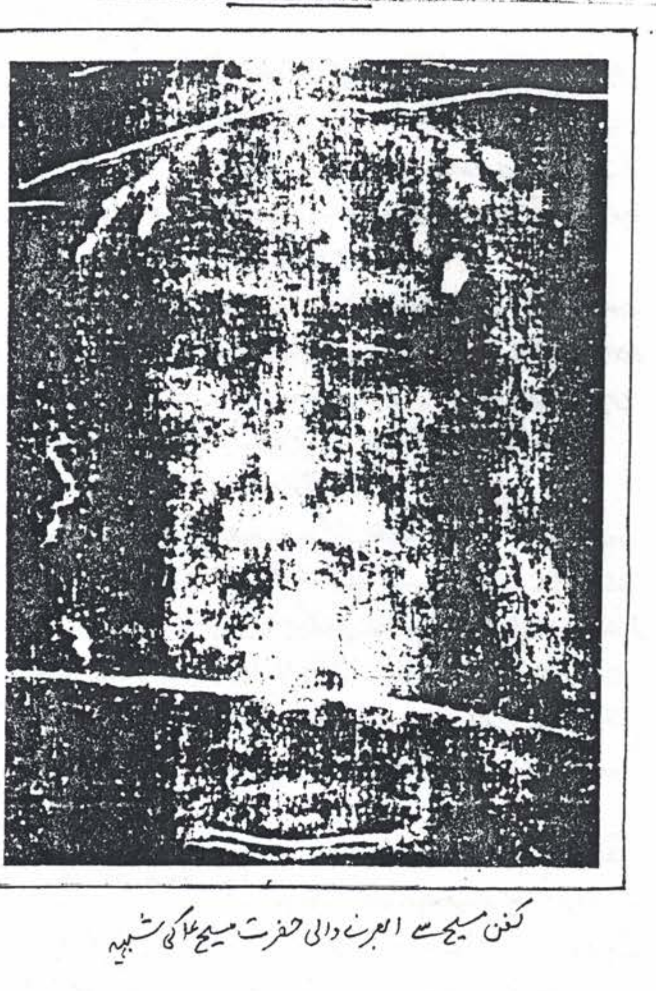

کفن مسیح سے ابھرنے والی حضرت مسیحؑ کی شبیہ

"ہمیں آپ کی دعوتِ مناظرہ قبول ہے"

امام جماعت احمدیہ میرزا ناصر احمد کا برٹش کونسل آف چرچز کو جواب

لندن (۱۸ جون ۱۹۷۸ء) آج یہاں "مسیح کی صلیبی موت سے نجات" کے موضوع پر منعقدہ بین الاقوامی کانفرنس کے آخری اجلاس میں امام جماعت احمدیہ حضرت حافظ میرزا ناصر احمد (ایم اے آکسن) نے "برٹش کونسل آف چرچز" کی (دیگر مذاہب سے تعلقات و روابط سے متعلق کمیٹی) کی طرف سے دی جانے والی **دعوتِ مناظرہ** کو قبول کرنے کا اعلان کیا۔ دعوت دہندہ کمیٹی نے کانفرنس کی چیلنج اور لندن کے عیسائی و مذہبی حلقوں میں اس کی اہمیت اور اس کے دور رس نتائج پر گفتگو سے پرکھا کر اتفاقاً کانفرنس سے ایک ہفتہ قبل امام **بشیر احمد رفیق** کے نام بھجوائی تھی ۔۔۔۔ جماعت احمدیہ کے امام نے **دعوتِ مناظرہ** کی قبولیت کا یہ اعلان کانفرنس کے آخری اور کھچا کھچ بھرے ہوئے اجلاس میں اپنے اختتامی خطاب میں فرمایا جو پورے ایک گھنٹہ تک جاری رہا۔ آپ نے کہا،

۔۔۔ ہم نہ صرف یہ دعوت قبول کرتے ہیں۔ دوستانہ ماحول میں اختلافی مسائل پر تعمیری سوال و جواب اور تبادلۂ خیال کی ایسی ہی دعوت اپنی طرف سے **رومن کیتھولک چرچ** کو بھی دیتے ہیں ۔۔

اور **تجویز** کرتے ہیں کہ اس قسم کے مناظراتی اجلاس طرفین کو منظور و قبول شرائط اور تاریخوں پر **روم** اور **لندن** کے علاوہ **مغربی افریقہ و ایشیا** کے ایک ایک دار الحکومت میں نیز **ولایات متحدہ امریکہ** میں بھی منعقد ہونے چاہئیں۔

"برٹش کونسل آف چرچز" کی متذکرہ کمیٹی کی طرف سے امام بی۔ اے۔ رفیق کے نام اس مکتوب پر **ریورنڈ ڈسیسل ہرگریوز** کے دستخط ہیں۔ مکتوب میں اس خدشہ کا اظہار بھی کیا گیا ہے کہ کانفرنس کی جس رنگ میں اشاعت کی گئی ہے۔ اس سے بحث آرائی، تذبذب اور مناقشت کو ہوا ملے گی ۔۔۔ اور آخر میں اپنے اس **عقیدے** کی ایک بار پھر تشریح اور اعلان کیا گیا ہے کہ **یسوع مسیح** یروشلم میں صلیب پر فوت ہوئے۔ دفن کئے گئے۔ اور تیسرے دن خدا نے انہیں اٹھا لیا۔ اور وہ ہمیشہ کے لئے زندہ ہیں۔

اخباری بیان کا مکمل متن درج ذیل ہے

(ترجمہ) ۔۔۔ ہم آگاہ ہیں کہ لندن کی **احمدیہ مسلم تحریک** نے ۲ تا ۴ جون ۱۹۷۸ء کو "**مسیح کی صلیبی موت سے نجات**" کے موضوع پر ایک کانفرنس کا اہتمام کیا ہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ اس کانفرنس میں جو امور زیر بحث آئیں گے ان کا محور ۹۰ سالہ احمدیہ تحریک کا ایک یہ مرکزی اور بنیادی **عقیدہ** بھی ہے کہ مسیح کو صلیب سے زندہ ہی ان کے **حواریوں** نے اتارا۔ زخموں سے صحت یاب ہونے کے بعد انہوں نے ایران، افغانستان اور کشمیر کی جانب سفر کیا اور آخر کار طبعی وفات پانے کے بعد اس **قبر** میں دفن کئے گئے جو اب تک سری نگر میں موجود ہے۔ ہم یاد دلا دیں کہ احمدیہ تحریک انیسویں صدی کے آخری عشرے میں برصغیر ہند کے علاقہ مشرقی پنجاب میں معرض وجود میں آئی۔ اور اس کا آغاز حضرت میرزا غلام احمد کی تبلیغ اور سرگرمیوں کے نتیجہ میں ہوا۔

ہم اس لندن کانفرنس پر کسی قسم کا کوئی پبلک تبصرہ کرنے میں متامل ہیں۔ راسخ العقیدہ مسلمانوں کے مسلمہ بزرگ عرصہ ہوا احمدیوں کے اس دعوے کو **غیر قرآنی** قرار دے کر رد کر چکے ہیں کہ یسوع مسیح کشمیر جانے کے بعد قدرتی موت مرے۔ اس لئے لندن کی اس کانفرنس اور اس کے مفہوم پر کسی قسم کے تبصرے میں پہل کا حق لندن کے راسخ العقیدہ مسلمانوں کا ہے ۔۔۔ تبصرہ کرنے کے سلسلہ میں ہمارے تامل و تذبذب کی ایک وجہ ہماری اس بات سے آگہی بھی ہے کہ **عیسائیت** اکثر دیگر مذاہب کے بنیادی و مرکزی عقائد و مسلمات پر ایسے ہی **منفی قسم** کے ارتجالانہ حملے کرتی رہی ہے۔ جیسے حملے احمدی عیسائیوں کے اس بنیادی عقیدہ پر کرتے ہیں۔ اور جبکہ ان حملوں کا رخ ہماری طرف ہے۔ ہم اس سلسلہ میں غیر معمولی مدافعانہ پوزیشن اختیار کرنے کا بھی ارادہ نہیں رکھتے ۔۔۔ یہ ہر حال اس بات کے پیش نظر کہ کانفرنس کی اس رنگ میں اشاعت سے بحث و مباحثہ کو ہوا ملے گی۔ ہم ذیل میں تین تبصرے کرنا ضروری سمجھتے ہیں:

۱۔ ہم ایک بار پھر یسوع مسیح کی صلیبی موت کے عقیدے اور اس کی تاریخی اصابت پر یقین کا اعلان و اقرار کرتے ہیں۔ جس کی تصدیق چاروں اناجیل نے کی ہے۔ اور جو اولین عیسائی روایات مسلمہ کے عین مطابق ہے۔ ہم محسوس کرتے ہیں کہ یسوع مسیح کی صلیب پر موت کا واقعہ بعض کو سکینڈل اور **خدائی انصاف** کے منافی نظر آتا ہوگا۔ لیکن ہمارا مسیح کی صلیب پر موت کے عقیدے پر ایمان ہے اور ہماری نگاہ خدا کی محبت پر ہے۔ جو دوسروں کے لئے نقصان اٹھاتی ہے۔ جو بدلہ لئے بغیر معاف نہیں کرتے۔

۲۔ ہم احمدیہ تحریک کے مسلمانوں اور عیسائیوں میں **لندن** یا کسی دوسری جگہ پر خدا کی منفرد حیثیت کے مفہوم و معانی سے پیدا ہونے والے اختلافی مسائل نیز مسیح کی اہمیت کے بارے میں سوالات پر کسی ایسے رنگ میں تبادلِ خیالات (**مناظرہ**) کے خواہشمند و منتظر ہیں۔ جس کی **اشاعت نہ ہو**۔

۳۔ اگرچہ ہم مسیح کے وسط ایشیا یا برصغیر ہند میں جانے سے متعلق کسی بھی مستحکم شہادت سے اتفاق نہیں کرتے۔ ہم اس حقیقت کو کاملاً تسلیم کرتے ہیں کہ یسوع کا وجود جنہیں ہم **زندہ مسیح** مانتے ہیں۔ تمام ممالک اور تمام اقوام کے لئے ہے۔ اس لئے عیسائی تحریک اور دیگر تحریکوں کی کڑیوں کی تحقیق و دریافت سنجیدگی سے ہونی چاہیئے۔

حضرت امام جماعت احمدیہ کا اعلان و جواب

۔۔۔ دوسرے مذاہب والوں کے لوگوں سے تعلقات سے متعلق "برٹش کونسل آف چرچز" کی ذمہ دار کمیٹی نے "**مسیح کی صلیبی موت سے نجات**" کے موضوع پر احمدیہ تحریک کے زیر اہتمام منعقد ہونے والی بین الاقوامی کانفرنس پر ایک اخباری بیان جاری کیا ہے جس میں احمدیہ تحریک کے نمائندگان کے ساتھ تعمیری تبادلِ خیالات کا آغاز کرنے پر آمادگی کا اظہار کیا ہے۔ بیان میں اس خدشہ کا بھی اظہار کیا گیا ہے کہ کانفرنس کی جس انداز میں اشاعت کی گئی ہے۔ اس سے مناقشت، بحث آرائی یا ناپسندیدگی کو ہوا مل سکتی ہے۔ میں یہ اعلان کر دینا چاہتا ہوں کہ اس کانفرنس کے انعقاد سے احمدیہ تحریک کا مقصد ہرگز کسی قسم کی ناپسندیدگی یا مناقشت پیدا کرنا نہیں ہے اور نہ کسی کو ایسا سمجھنا چاہیئے۔ ساری کانفرنس میں "مسیح" (جنہیں ہم خدا کا راستباز نبی اور اس کا سچا **رسول** مانتے ہیں) کا نام اور ذکر انتہائی دلی تکریم و تعظیم سے کیا جا رہا ہے۔

بیان میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ احمدیوں اور دوسرے راسخ العقیدہ مسلمانوں کے بزرگوں میں بنیادی اختلافات ہیں جبیں اس بارے میں بھی ہر قسم کے اشتباہ کو دور کرنا چاہتا ہوں کہ ان باہمی اختلافات کے باوجود تمام مسلم فرقے خدا کی وحدانیت ۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلعم کی صداقت و راستبازی ۔ آپ کے خاتم النبیین اور افضل الرسل ہونے پر متفقہ طور پر ایمان و یقین رکھتے ہیں۔ نیز اللہ تعالیٰ کی توحید اور تثلیث کے مسائل پر ان میں کسی قسم کا کوئی اختلاف نہیں ہے ۔ بیان میں یہ اعتراف بھی کیا گیا ہے کہ لندن کانفرنس پر کسی قسم کا کوئی تبصرہ کرنے کے معاملہ میں ہمارے تامل کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ "عیسائیت اکثر دیگر مذاہب کے بنیادی و مرکزی مسلّمات و عقائد پر جارحانہ اور منفی قسم کے حملے کرتی رہی ہے جیسے حملے احمدی عیسائیوں کے اس بنیادی عقیدہ پر کرتے ہیں ؛ جہاں ہم بیان کے اس حصّہ سے اتفاق کرتے ہیں کہ عیسائیت ہمیشہ دوسرے مذاہب کے مرکزی و بنیادی مسلّمات و عقائد پر از حد قابل اعتراض زبان میں حملے کرتی رہی ہے وہاں ہم اس بات سے اتفاق نہیں کرتے کہ احمدیہ تحریک کا اپنے اس عقیدہ کی کہ (مسیح خدا کے برگزیدہ رسولوں میں سے ایک تھے اور ان کے بارے میں کوئی ایسی بات نہیں کہنی چاہیے جو ان کے خدا کے برگزیدہ رسول ہونے کے مقام و مرتبے سے متناقض ہو) کسی کانفرنس کے ذریعہ اشاعت کرنا ہرگز عیسائیوں کے دوسرے مذاہب کے مرکزی و بنیادی مسلّمات و عقائد پر حملوں کا سا کوئی جارحانہ یا منفی حملہ نہیں ہے۔ ہمارے نزدیک کمیٹی کا یہ احساس کہ ہوسکتا ہے کسی کو مسیح کی صلیب پر موت خدائی انصاف کے منافی اور سکینڈل نظر آتی ہو ایک خوش آئند اعلان ہے جس سے یہ امید بندھتی ہے کہ اگر ان مسائل کی حقیقت محبت کے ساتھ احسن طور پر عیسائی بھائیوں پر واضح کردی جائے تو وہ اپنے اس عقیدہ کو خیرباد کہہ دیں گے. اور انہیں بھی اپنا یہ عقیدہ کہ مسیح صلیب پر ایک لعنتی موت مرے اور ایک بے گناہ نے گناہگاروں کے لئے سزا پائی۔ ایک سکینڈل ہی نظر آئے گا بلکہ ان پر خدائی انصاف اور اس اسکینڈل کی حقیقت بھی واضح ہو جائیگی ۔ ہمیں مسرت ہے کہ "برطانوی کونسل آف چرچز" نے اس کمیٹی کے ذریعہ احمدیہ تحریک کو آئندہ لنڈن یا کسی اور مقام پر ایسے اختلافی مسائل پر تبادلہ خیالات (مناظرہ) کی دعوت دی ہے ۔ ہم اس دعوت کو قبول کرتے ہیں ۔

اور اس امر سے اتفاق کرتے ہیں کہ یہ گفتگو باہمی محبت اور رواداری کے ماحول میں ہونی چاہیے اور تجویز کرتے ہیں کہ تبادلہ خیالات کے یہ اجلاس فریقین کو منظور و قبول تاریخوں اور شرائط پر لندن اور روم کے علاوہ مغربی افریقہ و ایشیا کے ایک ایک دارالحکومت میں نیز ولایات متحدہ امریکہ میں بھی ہونے چاہیں ۔ بلکہ ہم ان اختلافی مسائل پر اسی قسم کے تبادل خیالات کی دعوت "رومن کیتھولک چرچ" کو بھی دیتے ہیں کہ وہ علیحدہ یا دوسرے عیسائی چرچوں (بشمول برٹش کونسل آف چرچز) سے مل کر ہم سے اختلافی مسائل پر اسی قسم کا تبادلۂ خیال کریں ۔"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور کسرِ صلیب

"عیسائیوں کا یہ ایک متفق علیہ عقیدہ ہے کہ یسوع مصلوب ہو کر تین دن کے لئے لعنتی ہو گیا تھا اور تمام مدارِ نجات کا اُن کے نزدیک اِسی لعنت پر ہے۔ تو اس لعنت کے مفہوم کی رُو سے ایسا سخت اعتراض وارد ہوتا ہے جس سے تمام عقیدہ تثلیث کا اور کفارہ اور نیز گناہوں کی معافی کا مسئلہ کالعدم ہو کر اس کا باطل ہونا بدیہی طور پر ثابت ہو جاتا ہے اگر کسی کو اس مذہب کی حمایت منظور ہے تو جلد جواب دے۔ ورنہ دیکھو یہ ساری عمارت گر گئی اور اس کا گرنا ایسا سخت ہُوا کہ سب عیسائی عقیدے اس کے نیچے کچلے گئے نہ تثلیث رہی نہ کفارہ نہ گناہوں کی معافی۔ خدا کی قدرت دیکھو کہ کیسا کسرِ صلیب ہوا!!"

"یہ عاجز خدا کے اُس پاک اور مقدس بندہ کی طرز پر دلوں میں حقیقی پاکیزگی کی تخمریزی کے لئے کھڑا کیا گیا ہے جو آج سے قریباً انیس سو برس پہلے رومی سلطنت کے زمانہ میں گلیل کی بستیوں میں حقیقی نجات پیش کرنے کے لئے کھڑا ہُوا تھا اور پھر پیلاطوس کی حکومت میں یہودیوں کی بہت سی ایذاء کے بعد اس کو خدا کی قدیم سنت کے موافق ان ملکوں سے ہجرت کرنی پڑی اور وہ ہندوستان میں تشریف لائے تا ان یہودیوں کو خدا تعالیٰ کا پیغام پہنچا دیں جو بابل کے تفرقہ کے وقت اِن ملکوں میں آئے تھے اور آخر ایک سو بیس برس کی عمر میں اس ناپائیدار دنیا کو چھوڑ کر اپنے محبوبِ حقیقی کو جا ملے اور کشمیر کے خطّے کو اپنے پاک مزار سے ہمیشہ کے لئے فخر بخشا۔ کیا ہی خوش قسمت ہے سری نگر اور انموزہ اور خان یار کا محلہ جس کی خاک پاک میں اس ابدی شہزادہ خدا کے مقدس نبی نے اپنا مطہّر جسم ودیعت کیا۔ اور بہت سے کشمیر کے رہنے والوں کو حیاتِ جاودانی اور حقیقی نجات سے حصہ دیا۔ ہمیشہ خدا کا جلال اس کے ساتھ ہو۔ آمین۔"

(کشف الغطاء صـ۱۱)

"واقعی اور سچی بات یہ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے اس بدبخت قوم کے ہاتھ سے نجات پا کر جب ملک پنجاب کو اپنی تشریف آوری سے فخر بخشا تو اس ملک میں خدا تعالیٰ نے ان کو بہت عزت دی اور بنی اسرائیل کی وہ دس قومیں جو گم تھیں اس جگہ آکر اُن کو مل گئیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل اس ملک میں آکر اکثر اُن میں سے بدھ مذہب میں داخل ہو گئے تھے اور بعض ذلیل قسم کی بُت پرستی میں پھنس گئے تھے۔ سو اکثر ان کے حضرت مسیح کے اس ملک میں آنے سے راہ راست پر آگئے اور چونکہ حضرت مسیح کی دعوت میں آنے والے نبی کو قبول کرنے کے لئے وصیت تھی اس لئے وہ دس فرقے جو اس ملک میں آکر افغان اور کشمیری کہلائے آخر کار سب کے سب مسلمان ہو گئے۔ غرض اس ملک میں حضرت مسیح کو بڑی وجاہت پیدا ہوئی اور حال میں ایک سکہ ملا ہے جو اسی ملک پنجاب میں سے برآمد ہوا ہے۔ اس پر حضرت عیسیٰؑ کا نام پالی تحریر میں درج ہے اور اسی زمانہ کا سکہ ہے جو حضرت مسیح کا زمانہ تھا۔ اس سے یقین ہوتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے اس ملک میں آکر شاہانہ عزّت پائی اور غالباً یہ سکہ ایسے بادشاہ کی طرف سے جاری ہوا ہے جو حضرت مسیح پر ایمان لے آیا تھا۔ ایک اور سکہ برآمد ہوا ہے اُس پر ایک اسرائیلی مرد کی تصویر ہے۔ قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی حضرت مسیح کی تصویر ہے۔ قرآن شریف میں ایک یہ بھی آیت ہے کہ مسیح کو خدا نے ایسی برکت دی ہے کہ جہاں جائیگا وہ مبارک ہوگا۔ سو اِن سکّوں سے ثابت ہے کہ اُس نے خدا سے بڑی برکت پائی اور وہ فوت نہ ہُوا جب تک اُس کو ایک شاہانہ عزّت نہ دی گئی"۔

(مسیح ہندوستان میں صـ۵۱-۵۲)

"دراصل یہی لوگ دجّال ہیں جن کو پادری یا یورپین فلاسفر کہا جاتا ہے یہ پادری اور یورپین فلاسفر دجّال معہود کے دو جبڑے ہیں جن سے وہ ایک اژدہا کی طرح لوگوں کے ایمانوں کو کھاتا جاتا ہے اول تو احمق اور نادان لوگ پادریوں کے پھندے میں پھنس جاتے ہیں اور اگر کوئی شخص اُن کے ذلیل اور جھوٹے خیالات سے کراہت کر کے اُن کے پنجے سے بچا رہتا ہے تو وہ یورپین فلاسفروں کے پنجے میں ضرور آجاتا ہے۔ مَیں دیکھتا ہوں کہ عوام کو پادریوں کے دجل کا زیادہ خطرہ ہے اور خواص کو فلاسفروں کے دجل کا زیادہ خطرہ"

(کتاب البریہ صـ۲۵۲)

الاشتہار مستیقناً بوحی اللہ القہار

دوستو اک نظر خدا کے لئے ۔ ۔ سید الخلق مصطفےٰ کے لئے

میں ہر دم اس فکر میں ہوں کہ ہمارا اور نصاریٰ کا کسی طرح فیصلہ ہو جائے ۔ میرا دل مُردہ پرستی کے فتنہ سے خون ہوتا جاتا ہے اور میری جان عجیب تنگی میں ہے اس سے بڑھ کر اور کونسا دلی درد کا مقام ہوگا کہ ایک عاجز انسان کو خدا بنایا گیا ہے اور ایک مشت خاک کو رب العالمین سمجھا گیا ہے مَیں کبھی کا اس غم سے فنا ہو جاتا اگر میرا مولیٰ اور میرا قادر توانا مجھے تسلی نہ دیتا کہ آخر توحید کی فتح ہے ۔ غیر معبود ہلاک ہوں گے اور جھوٹے خدا اپنی خدائی کے وجود سے منقطع کئے جائیں گے ۔ مریم کی معبودانہ زندگی پر موت آئے گی اور نیز اس کا بیٹا اب ضرور مرے گا ۔ خدا قادر فرماتا ہے کہ اگر میں چاہوں تو مریم اور اس کے بیٹے عیسیٰ اور تمام زمین کے باشندوں کو ہلاک کروں ۔ سو اب اس نے چاہا ہے کہ ان دونوں کی جھوٹی معبودانہ زندگی کو موت کا مزہ چکھاوے ۔ سو اب دونوں مریں گے کوئی ان کو بچا نہیں سکتا اور وہ تمام خراب استعدادیں بھی مریں گی جو جھوٹے خداؤں کو قبول کر لیتی تھیں ۔ نئی زمین ہو گی اور نیا آسمان ہوگا ۔ اب وہ دن نزدیک آتے ہیں کہ جو سچائی کا آفتاب مغرب کی طرف سے چڑھے گا اور یورپ کو سچے خدا کا پتہ لگیگا اور بعد اس کے توبہ کا دروازہ بند ہوگا ۔ کیونکہ داخل ہونے والے بڑے زور سے داخل ہو جائیں گے اور وہی باقی رہ جائیں گے جن کے دل پر فطرت سے دروازے بند ہیں اور نور سے نہیں بلکہ تاریکی سے محبت رکھتے ہیں قریب ہے کہ سب ملتیں ہلاک ہوں گی مگر اسلام اور سب حربے ٹوٹ جائیں گے مگر اسلام کا آسمانی حربہ کہ وہ نہ ٹوٹے گا نہ کند ہوگا ۔ جب تک دجالیت کو پاش پاش نہ کر دے وہ وقت قریب ہے کہ خدا کی سچی توحید جس کو بیابانوں کے رہنے والے اور تمام تعلیموں سے غافل بھی اپنے اندر محسوس کرتے ہیں ملکوں میں پھیلے گی ۔ اس دن نہ کوئی مصنوعی کفارہ باقی رہے گا اور نہ کوئی مصنوعی خدا ۔ اور خدا کا ایک ہی ہاتھ کفر کی سب تدبیروں کو باطل کر دے گا لیکن نہ کسی تلوار سے اور نہ کسی بندوق سے بلکہ مستعد روحوں کو روشنی عطا کرنے سے اور پاک دلوں پر ایک نور اتارنے سے تب یہ باتیں جو میں کہتا ہوں سمجھ میں آئیں گی ۔ "

(تبلیغ رسالت جلد ششم صـ ۸)

"یاد رکھو ! کہ کوئی آسمان سے نہیں اُترے گا ۔ ہمارے سب مخالف جو اب زندہ موجود ہیں ۔ وہ تمام مریں گے اور کوئی ان میں سے عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گا اور پھر ان کی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی مرے گی اور ان میں سے بھی کوئی آدمی عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گی ۔ تب خدا اُن کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی گذر گیا اور دنیا دوسرے رنگ میں آگئی مگر مریم کا بیٹا عیسیٰ اب تک آسمان سے نہ اُترا ۔ تب دانشمند یک دفعہ اس عقیدہ سے بیزار ہو جائیں گے اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہوگی کہ عیسیٰ کا انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نومید اور بدظن ہو کر اِس جھوٹے عقیدہ کو چھوڑیں گے اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا ۔ میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے ۔" (تذکرۃ الشہادتین صـ ۶۴ - ۶۵)

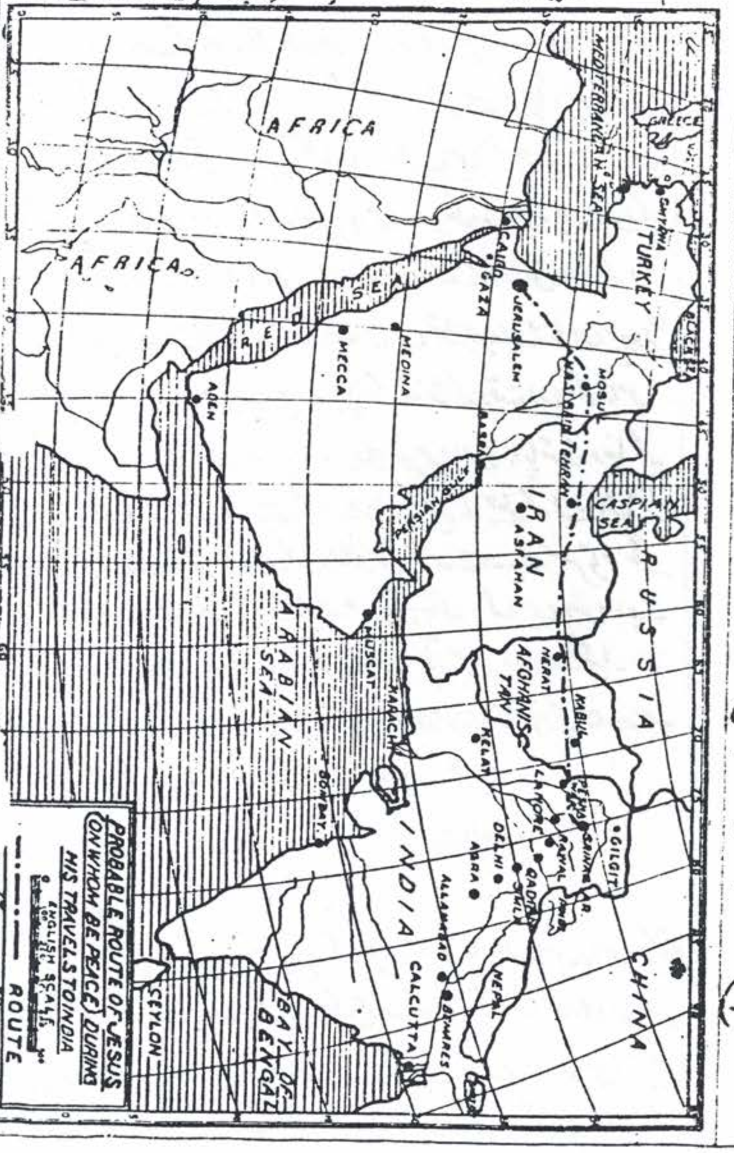

History of AMJ Deutschland
تاریخ احمدیت جرمنی
Nr.........